مقامات رخصت کے بیان میں واضح نص

جلی النص فی اماکن الرخص

۱۳۳۷ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

رسالہ

جلی النّص فی اماکن الرّخص

۱۳ ۳۷

(مقاماتِ رخصت کے بیان میں واضح نص)

مسئلہ ۶۷: بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے ان کی اجمالی تفصیل کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ الذی بعث نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشریعۃ سمحۃ سہلۃ غراء بیضاء لیلہا کنہارہا وافضل الصلٰوۃ واکمل السلام علٰی من احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبائث ووضع عنا ما کان علی الامم الخالیۃ من الاصر والاغلال واوزارہا وعلٰی اٰلہ وصحبہ واولیائہ وحزبہ الذین جعلہم

اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے شروع جو بے حد رحم کرنے والا مہربان ہے۔ ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی شریعت دے کر بھیجا جو کشادہ، نرم، آسان اور بے حد روشن ہے جس کی رات دن کی طرح ہے، اور عمدہ درود اور سب سے زیادہ کامل سلام اُن پر نازل ہو کہ جنھوں نے ہمارے لئے پاک اور ستھری چیزیں حلال فرمادیں، اور گندی چیزیں ہم پر حرام کردیں۔ اور جو بوجھ، طوق اور گناہ گزشتہ اُمتوں کے ذمے تھے وہ ہم سے اتار دیئے۔ اور اُن کی اولاد، صحابہ، دوست اور ان کے گروہ پر بھی (درود و

ربهم امة وسطا فقالوا بالحق وقاموا بالعدل وفازوا بفیوض الشریعۃ وانوارها وعلینا بهم ولهم وفیهم یا ارحم الراحمین ابد الآبدین فی کل اٰن وحین عدد اوبار الهدایا واصواف الضحایا واشعارها اٰمین!

سلام ہو) جن کو اُن کے پروردگار نے درمیانی امّت بنایا۔ پھر انھوں نے حق بیان فرمایا اور انصاف قائم کیا۔ اور شریعت کے فیوضات و انوار کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔ پھر ان کی وجہ سے ہم پر اور اُن کے لئے اور ان کے اندر، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے! ہر لمحہ اور ہمیشہ ہمیشہ رہے۔ قربانی کے اونٹوں کے بال اور مینڈھوں کی اون اور بکریوں کے بالوں کی تعداد کے مطابق رہے۔ یا اللہ! ہماری اس دُعا کو شرفِ قبولیت سے نواز دے۔ (ت)

امّا بعد، یہ چند سطور کاشفۃ الستور لعون الغفور لامعۃ النور (چند سطریں پردہ اٹھانے والی، گناہ بخشنے والے روشن نور کی مدد سے۔ ت) اس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہو سکتا ہے نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے ادھر اس کے متعلق بعض قواعد فقہیہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے،

ایک اصل یہ ہے کہ درء المفاسد اھم من جلب المصالح[1] مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے، حدیث ذکر کی جاتی ہے:

ترك ذرة مما نهی اللہ عنه افضل من عبادة الثقلین[2]

ایک ذرّہ ممنوع شرعی کا چھوڑ دینا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔

دوم الضرورات تبیح المحظورات[3] مجبوریاں ممنوع کو مباح کر دیتی ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کا استنباط کریمہ فاتقوا اللہ ما استطعتم[4] و کریمہ

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۲۵
[2] " " " " " " ۱/۱۲۵
[3] " " " " " " ۱/۱۱۸
[4] القرآن الکریم ۲/۲۸۶

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا[1] میں ہے یعنی مقدور بھر پرہیزگاری کرو، اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا۔ یہ مطلق لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔

سوم من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما[2] دو بلاؤں کا مبتلا ان میں ہلکی کو اختیار کرے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) یہ کریمہ الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان[3] (مگر وہ شخص کہ جس پر زبردستی کی جائے جبکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ت) سے ماخوذ ہے یہ قاعدہ دونوں اطلاق نہیں کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے۔

چہارم الضرر یزال[4] (نقصان کو دُور کیا جاتا ہے۔ت) ضرر مدفوع ہے۔ قال عزوجل ماجعل علیکم فی الدین من حرج[5] (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا) تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاضرر ولاضرار۔ رواہ ابن ماجۃ عن عبادۃ[6] وکاحمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم بسند حسن۔ نہ ضرر لو نہ ضرر دو۔ (ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبادہ سے روایت کیا اور امام احمد نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت)

ارتکاب ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے موافق ہے اور انسانی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے۔

پنجم المشقۃ تجلب التیسیر[7] مشقت آسانی لاتی ہے۔ اور اسی کے معنی میں ہے ماضاق

---

[1] القرآن الکریم ۶۴/۱۶

[2] کشف الخفاء حدیث ۲۳۹۸ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۲/۲۰۶
الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۲۳

[3] القرآن الکریم ۱۶/۱۰۶

[4] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۱۸

[5] القرآن الکریم ۲۲/۷۸

[6] سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷۰
مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۰۵

[7] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۸۹

امر الا اتسع[1] (کوئی معاملہ تنگ نہیں ہوا مگر اس میں کشادگی رکھی گئی۔ت) مولیٰ سبحانہٗ فرماتا ہے:
یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر[2]۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے۔

ششم ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ[3] جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔
قال تعالیٰ لاتعاونوا علی الاثم والعدوان[4]۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

ہفتم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی[5]۔ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر ایک کے لئے اس کی نیت۔

قال عزوجل:

یایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم[6]۔ ایمان والو! آپ ٹھیک رہو دوسرے کا بہکنا تمہیں ضرر نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔

ہم دیکھتے ہیں حج میں مدت سے ٹیکس لے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہیں ہوجاتا، تجارتوں پر صدہا سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہیں اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام۔ حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی، دوسری حدیث میں ارشاد ہوا:

الراشی والمرتشی کلاھما فی النار[7]۔ رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے لہذا بقدر وسعت ان مواقع و اماکن کا بیان چاہئے جہاں رخصت

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ۱/۱۱۷ [2] القرآن الکریم ۲/۱۸۵
[3] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۸۹
[4] القرآن الکریم ۵/۲
[5] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲
[6] القرآن الکریم ۵/۱۰۵
[7] کنز العمال بحوالہ طب ص حدیث ۱۵۰۷۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۱۱۳
الترغیب والترہیب ترھیب الراشی والمرتشی مصطفی البابی مصر ۳/۱۸۰

ملتی ہے اور جہاں نہیں کہ ان قواعد کے موارد واضح ہوں نیز مسائل کثیرہ ومباحث عزیزہ باذنہ تعالٰی روشن ولائح ہوں نیز اس شریعت مطہرہ کی رحمتیں اور اس کا اعتدال اور برخلاف شرائع یہود ونصارٰی سختی ونرمی محض سے انفصال ظاہر ہو وباللہ التوفیق (اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت) علماء فرماتے ہیں: مراتب پانچ ہیں:

(۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) فضول

امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو۔ اور حاجت یہ کہ حرج ومشقت میں پڑے۔ باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال بتائی۔ منفعت گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت۔ زینت حلوا، مٹھائی۔ فضول طعام شبہہ حرام ونقلہ فی غمز العیون[1] من قاعدۃ الضرر یزال واقتصر علیہ (غمز العیون میں اُسے اس قاعدے سے نقل فرمایا کہ نقصان دُور کیا جائے، اور اسی پر اکتفاء کیا۔ت) فقیر بقدر فہم کلام عام کرے **فاقول** (پس میں کہتا ہوں) پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے دین وعقل ونسب ونفس ومال عیث محض کے سوا تمام افعال انھیں میں دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو کہ وہی مقدور وزیر تکلیف ہے نہ کہ بمعنی عدم کما فی الغمز وغیرہ بھی شامل) ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو، تو یہ مرتبہ **ضرورت** ہے جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات وفرائض عین، عقل ونسب کے لئے ترک خمر وزنا، نفس کے لئے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ، مال کیلئے کسب ودفع غصب وامثال ذٰلک اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو **حاجت** جیسے معیشت کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں ابتدائے زمانۂ رسالت علٰی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ (صاحب رسالت پر عمدہ درود اور ثنا ہو۔ت) میں اُن مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا۔ اُم المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح۔ رواہ الشیخان[2]۔

گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔(ت)

---

[1] غمز عیون البصائر القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۱۱۹

[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفروش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶

صحیح مسلم " باب سترۃ المصلی الخ " " ۱/۱۹۸

مگر عامہ کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعثِ مشقت و حرج ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہو مگر حصول مفید ہے نفسِ فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے تو **منفعت** جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ، اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں بلکہ ایک امر زائد زیب و زیبائش بقدر اعتدال کے لئے ہے تو **زینت** جیسے چراغ کی جگہ فانوس، اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں یا اس میں افراط اور خروج عن الحد ہے تو **فضول** جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں۔ اب مواضع **ضرورت** کا استثناء تو بدیہی جس کے لئے اصل دوم کافی اور اس کی فروع معروف و مشہور اور استقصا سے بعید و مہجور، مثلاً کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر ورنہ اشارہ سے الٰی غیر ذٰلک مما لا یخفی (ان کے علاوہ باقی صورتیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ت) اس کے لئے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابلِ اباحت یا متحمل رخصت ہوں مباح یا مرخص ہو جاتے ہیں نہ مثل زنا و قتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کے لئے بھی مرخص نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے گا مجرم ہوگا حکم ہے کہ باز رہے اگرچہ قتل ہو جائے، اگر مارا گیا اجر پائے گا کما نصّوا علیہ اصولاً و فروعاً (جیسا کہ اصول و فروع کے لحاظ سے ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی۔ ت) پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے، مثلاً:

(۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالانکہ ابطالِ عمل حرام تھا،

قال تعالٰی لا تبطلوا اعمالکم[1] اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اپنے اعمال کو باطل نہ کیا کرو۔ (ت)

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضا پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔

(۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔

(۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔ اشباہ میں ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۴۷/۳۳

تخفیفات الشرع انواع الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلٰوۃ عن وقتہا فی حق مشتغل بانقاذ غریق ونحوہ[1]

شریعت کی سہولتوں کی کئی قسمیں ہیں، پانچویں قسم یہ ہے کہ تاخیر کی سہولت ہے، جیسے وہ شخص جو کسی ڈوبتے ہُوئے کو بچائے تو اس کا اپنی نماز میں تاخیر کرنا۔ (ت)

ردالمحتار کتاب الحج میں ہے:

جاز قطع الصلٰوۃ او تاخیرھا لخوفہ علی نفسہ او مالہ او نفس غیرہ او مالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردّی اعمی وخوف الراعی من الذئب وامثال ذٰلک[2]

نماز توڑ دینا یا اس میں تاخیر کرنا جائز ہے جبکہ کسی شخص کو اپنی جان یا اپنے مال کا خطرہ ہو، یا کسی دوسرے کی جان و مال کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے دایہ کا بچّے کی پیدائش کے وقت ڈر یا اندھے کے کنویں میں گرنے کا خوف، یا چرواہے کا بھیڑیئے سے خطرہ، یا اس قسم کے دوسرے مواقع۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعًا ان کے بچانے پر مامور ہے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است   اگر خاموش بنشینم گناہ است

(اگر میں یہ دیکھوں کہ اندھا اور کنواں ہے تو اگر اس موقع پر خاموش رہوں تو گناہ ہے۔ (ت))

ولہٰذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے بے اُن کا بندوبست کئے حج کو نہ جائے اور جن کا نفقہ اس پر نہیں اگرچہ اس کے چلے جانے سے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہ یہاں رہتا جب بھی تو انہیں نفقہ دینے کا شرعًا مامور نہ تھا۔ پھر عالمگیریہ میں ہے:

کرھت خروجہ (ای للحج) زوجتہ واولادہ او من سواھم ممن تلزمہ نفقتہ وھو لایخاف الضیعۃ علیھم فلاباس بان یخرج ومن لاتلزمہ نفقتہ لوکان حاضرا فلاباس بالخروج مع کراھتہ وان

اگر اس کی بیوی اور بچّے یا اُن کے علاوہ دوسرے افرادِ کنبہ کہ جن کا خرچہ اس پر لازم ہے، اگر یہ حج کے لئے جائے اور یہ سب اس کے جانے کو پسند نہ کریں اور اُسے اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس صورت میں اُس کے جانے میں کوئی حرج نہیں، اور جن لوگوں کا خرچہ

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ادارۃ القرآن وعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۱۱۷

[2] ردالمحتار کتاب الحج دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۱۴۳

کان یخاف الضیعۃ علیھم[1]۔ اس پر لازم نہیں، اگر یہ موجود ہو تو ناپسندیدگی کے باوجود اس کے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔ (ت)

اور **زینت** و **فضول** کے لئے کسی ممنوع شرعی کی اصلاً رخصت نہ ہو سکنا بھی ایضاح سے غنی جس پر اصل اول بدرجۂ اولٰی دلیل وافی ورنہ احکام معاذ اللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہو جائیں،

اقول یونہی مجرد **منفعت** کے لئے کہ وہ اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معتمدہ میں فروع کثیرہ دال:

(۱) حقنہ بضرورتِ مرض جائز ہے اور منفعتِ ظاہرہ مثلاً قوتِ جماع کے لئے ناجائز ہے۔

ردالمحتار میں ذخیرۂ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے:

یجوز الاحتقان للمرض فلو احتقن لا لضرورۃ بل لمنفعۃ ظاھرۃ بان یتقوی علی الجماع لایحل عندنا اھ[2] بیمار کے لئے حقنہ کرنے کی اجازت ہے اگر اس نے بغیر ضرورت حقنہ لیا کسی ظاہری فائدہ کے لئے، مثلاً اس لئے کہ جماع پر قوی ہو تو ہمارے لئے یہ حلال نہیں اھ۔ (ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

اقول ھذا ظاھر اذا کان معہ من القوۃ مایقدر بہ علی اداء حق المرأۃ فی الدیانۃ وتحصین فرجھا اما اذا عجز عن ذٰلک فھل یعد ضرورۃ الظاھر لا لانہ بسبیل من ان یطلقھا فتنکح من شاءت فات الواجب علیہ احد امرین امساک بمعروف او تسریح باحسان فان عجز عن الاول لم یعجز عن میں کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس میں قوتِ مردمی موجود ہو کہ جس کی وجہ سے یہ عورت کا حق ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے دیانت اور حفاظتِ فرج کے لحاظ سے، لیکن اگر یہ اس سے عاجز ہے تو کیا اس کو بھی ضرورت میں شمار کیا جائے گا؟ ظاہر یہ ہے کہ صورتِ ضرورت میں شمار نہیں، کیونکہ اس کے لئے یہ راستہ ہے کہ اس صورت میں یہ عورت کو طلاق دے دے تو پھر وہ جس سے چاہے نکاح کرلے، کیونکہ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب المناسک الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۲۱

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۳۷

الآخر نعم المعھود في الھند ان النساء یتعیرن بالتزوج الثاني تعیرا شدیدا لکن ھذا من قبلھن بجھلھن لیس علیہ فیہ اخذ فلیتأمل[1] انتھی ما کتبت علیہ۔

اس پر دو باتوں میں سے ایک واجب ہے، یا بھلائی کے ساتھ روک رکھنا یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دینا۔ اگر یہ پہلی بات سے عاجز ہوگیا تو دُوسری سے عاجز نہیں۔ ہاں البتہ ہندوستان میں مشہور و متعارف یہ ہے کہ عورتیں دوسرا نکاح کرنے سے سخت عار محسوس کرتی ہیں۔ لیکن یہ پابندی عورتوں کی طرف سے عائد کردہ ہے اُن کی ناسمجھی کی وجہ سے۔ اس میں اُس پر کوئی گرفت نہیں۔ اس باب میں غور وفکر کرنا چاہئے۔ یہ آخر عبارت ہے جو میں نے اس کے حاشیہ میں لکھی۔ (ت)

(۲) حلال کام میں تیس روپیہ مہینہ پاتا ہے اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سو روپے ماہوار دیں گے، اس منفعت کے لئے یہ نوکری جائز نہیں۔

(۳) یوہیں بھٹی کے لئے شیرہ نکالنے کی۔ فتاوٰی امام اجل قاضی خان میں ہے:

رجل أجر نفسہ من النصارٰی لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراھم ویعطی في عمل أخر کل یوم درھم قال ابراھیم بن یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاینبغي ان یؤاجر نفسہ منھم انما علیہ ان یطلب الرزق من موضع أخر وکذا لو أجر نفسہ منھم بعصر العنب للخمر لان النبي صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعن العاصر[2] اھ۔

ایک آدمی عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری اختیار کرتا ہے کہ اُسے ہر دن اس کام پر پانچ درہم ملیں گے لیکن اگر کوئی دوسرا جائز کام کرے تو اس پر یومیہ ایک درہم ملے گا، امام ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری کرے، بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ سے رزقِ حلال تلاش کرے۔ اور یہی حکم ہے اُس شخص کا جو شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑنے کی ملازمت کرتا ہے، اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس باب میں جن بدنصیبوں پر لعنت فرمائی ان میں انگور نچوڑنے والا بھی شامل ہے (عبارت مکمل ہوگئی)۔ (ت)

اقول ولاینبغی ھٰھنا بمعنی لایجوز

اقول (میں کہتا ہوں) لاینبغی یہاں بمعنی

---

[1] جد الممتار علی رد المحتار

[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۰

بدلیل قولہ "علیہ" فانہ لایجاب وبدلیل تشبیھہ فی الحکم بما صح علیہ اللعن۔ لایجوز ہے، یعنی اس کے لئے یہ جائز ہی نہیں، اور اس کی دلیل مصنف کا یہ قول "علیہ" ہے کیونکہ لفظ علٰی ایجاب کے لئے آتا ہے، اور اس دلیل سے کہ مصنف نے اس مسئلے کو حکم میں اس سے تشبیہ دی کہ جس پر لعنت صحیح ہے۔ (ت)

(۴ و ۵) موچی کو نیچری وغیرہ فاسقانہ وضع کا جُوتا بنانے یا درزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی ہی اُجرت ملے اجازت نہیں، کہ معصیت پر اعانت ہے۔ خانیہ میں متصل عبارت مذکورہ ہے:

وکذا الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ[1] اھ۔ اقول ولا یستحب ھٰھنا للنھی لاجل التشبیہ المذکور وبدلیل الدلیل ففی الخانیۃ مسئلۃ الطبل لایجوز لانہ اعانۃ علی المعصیۃ[2] وفی اوائل شھادات الھندیۃ عن المحیط الاعانۃ علی المعاصی من جملۃ الکبائر[3]۔ اور یہی حکم ہے موچی اور درزی کا کہ جب اسے کسی ایسی چیز کے لینے اور بنانے پر اُجرت دی جائے جو فاسقوں کی وضع اور شکل کا لباس ہو اور اس میں اُسے زیادہ اُجرت دینے کا وعدہ کیا جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہ کام کرے اس لئے کہ گناہ پر یہ دوسرے کی امداد کرنا ہے اھ۔ اقول (میں کہتا ہوں کہ) یہاں "لایستحب" بمعنی نہی ہے تشبیہ مذکور کی وجہ سے اور دلیل کی دلیل کی وجہ سے۔ چنانچہ فتاوٰی قاضی خاں میں طبلہ بجانے کے متعلق ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر امداد دینا ہے، اور فتاوٰی عالمگیری کی بحث "اوائل شہادات" میں محیط سے نقل کیا کہ گناہ کے کاموں میں کسی کی امداد کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔ (ت)

(۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے اور ایک شخص لینے نہیں دیتا جب تک اُسے رشوت نہ دو، دینا حرام۔ بحرالرائق میں ہے:

وفی القنیۃ قبیل التحری الظلمۃ تمنع الناس من الاحتطاب من القنیہ کی بحث تحری، سے تھوڑا پہلے یہ مسئلہ مذکور ہے، کہ ظالم لوگ چراگاہ سے لوگوں کو لکڑیاں نہیں

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰
[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۴
[3] فتاوٰی ہندیہ کتاب الشہادات الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۵۱

الی وجہ الابن فہم شیئ الیھم فالدفع والاخذ حرام لانہ رشوۃ[1]

لانے دیتے جب تک کہ انھیں کچھ نہ دے۔ اور دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اس لئے کہ یہ رشوت ہے۔ (ت)

(۷) کعبہ معظمہ کی داخلی کس درجہ منفعت عظیمہ ہے مگر بے لئے دیتے نہ کرنے دیں تو جائز نہیں کہ اس پر لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام، اور حرام محض منفعت کے لئے حلال نہیں ہوسکتا۔ ردالمحتار میں ہے:

فی شرح اللباب ویحرم اخذ الاجرۃ لمن یدخل البیت اویقصد زیارۃ مقام ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاخلاف بین علماء الاسلام وائمۃ الانام کما صرح بہ فی البحر وغیرہ اھ وقد صرحوا بان ما حرم اخذہ حرم دفعہ الا لضرورۃ ولا ضرورۃ ھنا لان دخول البیت لیس من مناسک الحج[2]

شرح لباب میں ہے اس شخص کو اجرت دینا حرام ہے جو کسی کو کعبہ شریف کے اندر لے جائے، یا وہ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے۔ اس مسئلہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ علمائے اسلام اور ائمہ انام میں کسی کا اختلاف نہیں، جیسا کہ "بحرالرائق" وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی اھ۔ اہل علم نے یہ تصریح فرمائی کہ جس چیز کا لینا حرام اس چیز کا دوسرے کو دینا بھی حرام ہے۔ مگر یہ کہ خاص مجبوری ہو۔ اور یہاں کوئی مجبوری نہیں۔ کیونکہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا احکام حج میں سے نہیں اھ (ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

ولا ھو واجبا فی نفسہ فمن الجھل ارتکابہ لاتیان مستحب بل این الاستحباب مع لزوم الحرام وما عن الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ من بذل لہ شطر مالہ للسدنۃ لیبیت لیلۃ فی الکعبۃ الشریفۃ

اور یہ اس بنا پر بذاتہ واجب بھی نہیں تو پھر مستحب ادا کرنے کے لئے اجرت دینے کا ارتکاب جہالت ہے بلکہ لزوم حرام کے ساتھ استحباب کیسے ہوسکتا ہے۔ اور جو کچھ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے مال کا کچھ حصہ خادمان کعبہ کے لئے خرچ کیا تاکہ خانہ کعبہ میں رات گزاریں اور وہاں

---

[1] بحرالرائق کتاب القضاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۲
[2] ردالمحتار کتاب الحج باب الھدی داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۶-۲۵۵

فختم فیھا القرآن الکریم فی رکعتین **فاقول** یجب انہ کان بعد التصریح بنفی الاجرۃ والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ فی الخانیۃ وغیرھا۔

دو نفلوں میں پورا قرآن مجید ختم کریں۔ **فاقول** (پس میں کہتا ہوں) ضروری ہے کہ یہ کلام نفی اجرت کی تصریح کے بعد ہو۔ اور صریح کلام دلالت سے فائق (اوپر) ہوتا ہے، جیسا کہ فتاوی قاضیخان وغیرہ میں ائمہ کرام کی اس پر تصریح موجود ہے۔ (ت)

(۸) وقف اگر قابلِ انتفاع نہ رہے اُسے بیچ کر اس کے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کرسکتے ہیں لیکن اگر وُہ قابلِ انتفاع ہے اور اس کی قیمت کو دوسری جگہ وہ زمین مل سکتی ہے کہ اس سے سوحصے زائد منفعت رکھتی ہو تبدیل جائز نہیں۔ فتح القدیر میں ہے:

الاستبدال لاعن شرط ان کان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیھم بہ فینبغی ان لایختلف فیہ وان کان لا لذلک بل امکن ان یوخذ بثمن الوقف ماھو خیر منہ فینبغی ان لایجوز لان الواجب ابقاء الوقف علی ماکان علیہ دون زیادۃ اخری[1] (ملتقطاً)

تبادلہ کرنا بغیر شرط، جبکہ وقف "موقوف علیہ" کے لئے قابلِ انتفاع نہ ہو۔ مناسب ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہ کیا جائے۔ اور اگر یہ نہ ہو (یعنی وقف قابلِ انتفاع ہو) لیکن وقف کو فروخت کردیا جائے اور اس کے بدل اُس سے اعلیٰ اور عمدہ زمین خرید لی جائے تو مناسب ہے کہ یہ صُورت جائز نہ ہو۔ کیونکہ واجب یہ ہے کہ جس حالت پر پہلے وقف تھا اُسی حالت پر اُسے باقی رکھا جائے اور اس میں کوئی زیادت اور اضافہ نہ کیا جائے۔ (ت)

بالجملہ مسائل بکثرت ہیں کہ محض منفعت بیع ممنوع نہیں ہوسکتی،

فان قلت الیس فی سیر الھندیۃ عن الذخیرۃ وفی کراھتیھا عن المحیط ما نصہ وان اراد الخروج للتجارۃ الی ارض العدو

اگر کہا جائے کہ کیا فتاوی عالمگیری، بحثِ سیَر بحوالہ ذخیرہ اور بحث کراہۃ بحوالہ محیط میں یہ مذکور نہیں کہ جس کی اُس نے تصریح فرمائی. اگر تجارت کے لئے سرزمینِ دشمن کی طرف

---

[1] فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/۴۴۰

بامان فكرها (اى الابوان) خروجه فان كان امرا يخاف عليه منه وكانوا قوما يوفون بالعهد يعرفون بذلك وله فى ذلك منفعة فلاباس بان يعصيهما[1] اه فقد ابيح عصيانهما للمنفعة **اقول** يجب ان يراد به ما اذا كان نهيهما لمجرد محبة وكراهة فراقه غير جازم ولذا فرضوا خروجه بامان وكونهم معروفين بالوفاء حتى لا يخاف عليه منه اما اذا خيف لم يحل له الخروج بغير اذنهما لان نهيهما اذن يكون نهى جزم ففى الكتابين بعده وان كان يخرج فى تجارة ارض العدو مع عسكر من عساكر المسلمين فكره ذلك ابواه او احدهما فان كان ذلك العسكر عظيما لا يخاف عليهم من العدو واكبر الرأى فلا باس بان يخرج وان كان يخاف على العسكر من العدو

اجازت نامہ لے کر جانا چاہئے لیکن والدین اس کے وہاں جانے کو ناپسند کریں۔ اگر معاملہ پُرامن ہو، اس میں کوئی خطرہ اور اندیشہ نہ ہو، اور وہ وعدہ وفا کرتے ہوں اور اس وصف میں مشہور و معروف ہوں، اور اس کا بھی وہاں جانے میں فائدہ ہو تو پھر اس صورت میں والدین کا حکم نہ ماننے میں کوئی حرج نہیں اھ (یہاں دیکھئے کہ) حصولِ فائدہ کے لئے والدین کی نافرمانی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا **اقول** (میں کہتا ہوں) واجب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہو کہ جس میں والدین کا اُسے روکنا محض محبت اور شفقت کے طور پر ہو اور اُس کی جدائی کا ناپسند ہونا غیر یقینی ہو، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے خروج کو امن اور وہاں کے لوگوں کا وفادار ہونے میں مشہور و معروف ہونے پر مسئلہ کو فرض کیا یہاں تک کہ اُسے اس معاملہ میں کوئی خوف و خطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ و اندیشہ ہو تو پھر والدین کی اجازت بغیر اس کا باہر جانا اور سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ دریں صورت اُن کی نہی یقینی ہوگی۔ پھر ازیں بعد دو کتابوں میں مذکور ہے اگر کاروبار کے لئے دشمن کے ملک میں اسلامی فوجوں میں سے کسی اسلامی فوج کے ساتھ باہر جائے تو والدین یا اُن میں سے کوئی ایک اس جانے کو ناپسند

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۱۸۹
کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون " " " ۵/۳۶۵-۶۶

بغالب الرای ای لا یخرج بغیر اذنهما و
کذلک ان کانت سریة او جریدة الخیل
لا یخرج الا باذنهما لان الغالب هو الهلاك
فی السرایا[1] اھ فتسمیته عصیانا بحسب
الصورة الا تری ان العبد بسبیل من
خیرة نفسه فی نهی الشرع الارشادی
الغیر الجازم فکیف بنهی الابوین کذلک
لولم یرد ذلک فکیف یحل عصیانهما لمنفعة
مالیة وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم
قائلا ولا تعقن والدیك وان امراك
ان تخرج من اهلك ومالك رواه احمد[2]
بسند صحیح علی اصولنا والطبرانی فی
الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی
عنه ولفظه فی اوسط الطبرانی اطع
والدیك وان اخرجاك من مالك ومن
کل شیئ هو لك[3] فافهم وتثبت بالتنبه
فلیس الفقه الا بالتفقه ولا تفقه الا
بالتوفیق۔

کریں۔ پس اگر یہ لشکرِ عظیم ہو کہ اُن کی موجودگی میں غالب
رائے کے مطابق دشمن سے کوئی خطرہ اور کھٹکا نہ ہو
تو پھر اس صورت میں اس کے باہر جانے میں کچھ حرج
نہیں، لیکن اگر لشکرِ اسلام کو غالب رائے کے مطابق
دشمن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ وخطرہ ہو تو پھر
والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے، اور اسی طرح اگر
فوجی دستہ یا گھڑ سواروں کا رسالہ ہو تو بغیر اجازتِ
والدین باہر نہ جائے کیونکہ فوجی دستوں میں غالباً
ہلاکت ہُوا کرتی ہے اھ، پھر اس کو "عصیان" کہنا
بلحاظ صورت ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ شرعی
غیر جازم نہیِ ارشادی کے باوجود بندے
کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے، پھر جب
والدین کی نہی بھی ایسی ہے تو کیسے نہ ہوگا اگر یہ مراد نہ ہو
تو پھر اُن کا "عصیان" دنیاوی مالی فائدے کے لئے
کیسے جائز ہوگا۔ یہ ہمارے حضور پاک صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم فرمارہے ہیں "اپنے والدین کی
نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمھیں اہل وعیال اور مال سے
الگ ہونے کا حکم دیں۔" امام احمد نے ہمارے
اصولوں کے مطابق سندِ حسن کے ساتھ اس کو روایت فرمایا، اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت
معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا۔ اور اس کے الفاظ "اوسط طبرانی" میں

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۱۸۹
" کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون " " " ۵/۳۶۶
[2] مسند امام احمد بن حنبل ترجمہ معاذ رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۵/۲۳۸
[3] المعجم الاوسط للطبرانی " " " حدیث ۷۹۵۲ مکتبۃ المعارف الریاض ۸/۳۶۰

یہ ہیں: "(اے شخص!) اپنے والدین کی اطاعت کیجئے اگرچہ وُہ تمھیں تمھارے مال اور تمھاری ہر مملوکہ شئے سے تمھیں الگ اور برطرف کردیں"۔ اس کو خوب سمجھ لیجئے، اور ہوشیاری سے ثابت قدم رہئے کیونکہ فقہ بغیر سمجھے نہیں ہوسکتی، اور سمجھ بُوجھ حصولِ توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ت) [رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص ختم شد]

مسئلہ ۶۹: مسئولہ عبدالرحیم صاحب دکان محمد عمر صاحب عطار محلہ پاٹا نالہ لکھنؤ

حضرت قامع ضلالت قیم ومروج سنت حسنا تکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

(۱) جناب کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ زید نے مؤذنِ مسجد کی اذان کے ساتھ تمسخر کیا یعنی لفظ حی علی الصلوٰۃ سُن کر یُوں مضحکہ اڑایا "بھیّا لٹھ چلا"۔ آیا زید کے لئے حکمِ ارتداد و سقوطِ نکاح ثابت ہُوا یا نہیں، اور زید کا نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ اس کی منکوحہ اس پر حرام ہوتی یا نہیں؟ اور بغیر دوبارہ نکاح میں لائے ہوئے وطی کرنا حرام اور زناکاری ہے یا نہیں؟ اور بعد علم اگر منکوحہ زید نہ مانے اور ہمبستری ہوتی رہے تو منکوحہ زید پر بھی شرعاً جرم زنا عائد ہوگا یا نہیں؟

(۲) زید نے ایک مرتبہ شعار اسلامیہ داڑھی کے متعلق کہا کہ میں داڑھی نہیں رکھوں گا مجھے ان خناشِ پروں کی ضرورت نہیں۔ یہ بھی دین کے ساتھ استہزا اور موجبِ ردت و سقوطِ نکاح ہے یا نہیں؟ اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہذا ہمارا نکاح باقی ہے، شریعت میں مقبول ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجروثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

(۱) اذان سے استہزاء ضرور کفر ہے اگر اذان ہی سے اُس نے استہزاء کیا تو بلاشبہہ کافر ہوگیا، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی، یہ اگر پھر مسلمان ہو اور عورت اس سے نکاح کرے اُس وقت وطی حلال ہوگی ورنہ زنا، اور عورت اگر بلا اسلام و نکاح اس سے قربت پر راضی ہو وُہ بھی زانیہ ہے۔ اور اگر اذان سے استہزا مقصود نہ تھا بلکہ خاص اس مؤذن سے بایں وجہ کہ وہ غلط پڑھتا ہے تو اس حالت میں زید کو تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) داڑھی کے ساتھ استہزاء بھی ضرور کفر ہے، زید کا ایمان زائل اور نکاح باطل اور عذرِ جہل غلط و عاطل کہ زید نہ کسی دُور دراز پہاڑ کی تلی کا رہنے والا ہے نہ ابھی تازہ ہندو سے مسلمان ہُوا ہے کہ اُسے نہ معلوم ہو کہ داڑھی شعارِ اسلام ہے، اور شعارِ اسلام سے استہزاء اسلام سے

استہزا ہے، ہاں یہ ممکن ہے کہ اس سے نکاح ٹوٹ جانا نہ جانتا ہو، مگر اس کا نہ جاننا اس کے نکاح کو محفوظ نہ رکھے گا، شیشے پر پتھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ مسئولہ حکیم محمد اکبر صاحب جگدیش کا چوک اودے پور میواڑ

جس شخص کے عقائد کا ٹھکانہ نہ ہو دائرۂ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

الجواب

عقائد کا ٹھکانہ نہ ہونا کئی معنی پر مستعمل ہوتا ہے، کبھی یہ کہ اس کی صحت عقیدہ پر اطمینان نہیں، کبھی یہ کہ یہ مذبذب العقیدہ متزلزل العقیدہ ہے، کبھی سُنّیوں کی سی باتیں کرتا ہے کبھی بدمذہبوں کی سی۔ ان دونوں معنی پر اسلام سے خارج ہونا لازم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۷ تا ۲۳ از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب مسجد جامع خیر نگر، مدرس مدرسہ قومیہ

(۱) ہمزاد کیا ہے، اس کے تسخیر کے لئے عمل کرنا کیسا ہے؟

(۲) آسیب، بھوت و چڑیل وغیرہ شہید وغیرہ جو مشہور ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟

(۳) دستِ غیب اور مصلے کے نیچے سے اشرفی وغیرہ نکلنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہمزاد از قسم شیاطین ہے، وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقاً کافر ملعون ابدی ہے سوا اس کے جو حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس سے مسلمان ہوگیا، صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما منکم من احد الا و قد وکل اللہ قرینه من الجن و قرینه من الملٰئکة، قالوا وایاک یارسول اللہ قال وایای الا ان اللہ اعانني علیه فاسلم فلا یامرني الا بخیر[1] اھ، اعني علیٰ

لوگو! تم میں سے کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ ہمزاد جن اور ہمزاد فرشتہ نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کی اے اللہ تعالٰی کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ تعالٰی نے میری مدد فرمائی کہ وہ مسلمان ہوگیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفۃ المنافقین باب تحریش الشیطان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۷۶
مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۸۵

رواية الفتح المؤيدة بما يأتي من الاحاديث.
لہذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا اھ، اس سے میری مراد فتح الباری کی روایت ہے کہ جس کی تائید آئندہ احادیث سے ہوتی ہے۔ (ت)

اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت على الانبياء بخصلتين كان شيطانى كافرا فاعاننى الله عليه حتى اسلم[1] الحديث۔
دُوسرے انبیاء کرام پر دو باتوں میں مجھے فضیلت بخشی گئی، ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اس پر قوت دی یہانتک کہ وُہ مسلمان ہوگیا، الحدیث۔ (ت)

بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت على آدم بخصلتين كان شيطانى كافرا فاعاننى الله عليه حتى اسلم وكن ازواجى عونالى وكان شيطان آدم كافرا وزوجته عونا له على خطيئته[2]۔
حضرت آدم پر مجھے دو خصلتوں میں فضیلت دی گئی، میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اس پر غلبہ دیا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا اور میری بیویاں میری مددگار رہیں، اور حضرت آدم کا شیطان کافر رہا اور انکی بیوی نے خطا پر ان کی مدد کی۔ (ت)

اُس کی تسخیر جو سفلیات سے ہو وُہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صور میں کفر ہے کہ بے اُن کے خوشامد اور مدائح و مرضیات کے نہیں ہوتی اور جو علویات سے ہو وُہ اگرچہ بصولت وسطوت ہے مگر اُس کا ثمرہ غالباً اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبہ قاہرہ کو

ومن يزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعير[3]۔
اور ان میں سے جو کوئی اس کے حکم سے مُنہ پھیرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ (ت)

---

[1] کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۲۴۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۱۴۶
مجمع الزوائد بحوالہ البزار باب عصمتہ صلے اللہ علیہ وسلم عن القرین ۸/۲۲۵ و باب منہ خصائص ۸/۲۶۹
[2] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۴۸۸
[3] القرآن الکریم ۳۴/۱۲

جو استجابتِ دُعا ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی[1] (مجھے ایسی بادشاہی دے ڈال جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ ت) سے تماشی ہر ایک کو کہاں نصیب، اور بالفرض نہ بھی ہو تو کافر شیطان کی مخالطت ضرور مورثِ تغیّرِ احوال وحدوثِ ظلمت، حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ کم از کم وہ ضرر کہ صحبتِ جن سے ہوتا ہے یہ ہے کہ آدمی متکبر ہوجاتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی، تو راہِ سلامت اُس سے بُعد ومجانبت ہی میں ہے، رب عزوجل تو اس دُعا کا حکم دے کہ اعوذ بك رب ان یحضرون[2] (اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہوں۔ ت) اور یہاں یہ رَٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم (حاضر ہوجا، حاضر ہوجا، اور اللہ تعالٰی کی پناہ، اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ ت)

(۲) ہاں جن اور ناپاک رُوحیں مرد وعورت احادیث سے ثابت ہیں اور وُہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں، انھیں سے پناہ کے لئے پاخانہ جانے سے پہلے یہ دُعا وارد ہوئی:

اعوذ باللہ من الخبث والخبائث[3]	میں گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (ت)

وہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اس وجہ سے جاہلان بے خرد میں شہیدوں کا سر پر آنا مشہور ہوگیا ورنہ شہدائے کرام ایسی خبیث حرکات سے منزّہ ومبرا ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳) ہاں صحیح ہے مگر اس عملداری میں کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ دستِ غیب کے نہایت درجہ کا حاصل اب صرف فتوحِ ظاہرہ ووسعتِ رزق ہوتا ہے، پھر اگر دستِ غیب اس طرح ہو کہ جن کو تابع کرکے اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں تو اشد سخت حرام کبیرہ ہے، اور اگر سفلیات سے ہو تو قریب بکفر اور علویات سے ہو تو خود یہ شخص مارا جائے گا یا کم از کم پاگل ہوجائے یا سخت سخت امراض وبلایا میں گرفتار ہو اعمالِ علویہ کو ذریعہ حرام بنانا ہمیشہ ایسے ثمرے لاتا ہے اور اس کے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہہ ہے،

قال اللہ تعالٰی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل[4]	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اپنے مال آپس میں ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۳۵ [2] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۸

[3] مسند امام احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۰۱

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۸

اور اگر کسی دوسرے کی ملک معصوم نہ لائی جاتی ہو بلکہ خزانۂ غیب سے اس کو کچھ پہنچایا جائے یا مال مباح غیر معصوم اور وہ جن کہ مسخر کیا جائے مسلمان ہو نہ کہ شیطان، اور اعمال علویہ سے ہو نہ کہ سفلیہ سے، اور اسے منگا کر مصارف محمودہ یا مباحہ میں صرف کرے نہ کہ معاذ اللہ حرام و اسراف میں، تو یہ عمل جائز ہے، اور جو اس طریقے سے ملے اس کا صَرف کرنا بھی جائز کہ جس طرح کسبِ حلال کے اور طُرق ہیں اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے دستِ غیب کا۔ سب سے اعلیٰ عمل قطعی عمل، یقینی عمل جس میں تخلف ممکن نہیں اور سب اعمال سے سہل تر خود قرآن عظیم میں موجود ہے، لوگ اسے چھوڑ کر دشوار دشوار ظنیات بلکہ وہمیات کے پیچھے پڑتے ہیں اور اُس سہل و آسان یقینی و قطعی کی طرف توجہ نہیں کرتے،

قال اللہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب[1]۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے ڈرے تقویٰ و پرہیزگاری کرے اللہ عزوجل ہر مشکل سے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

اور دستِ غیب کسے کہتے ہیں، اسی طرح لوگ عملِ حُب کے پیچھے خستہ و خوار پھرتے ہیں اور نہیں ملتا، اور حُب کا سہل و یقینی و قطعی عمل قرآن عظیم میں مذکور ہے اُس کی غرض نہیں کرتے۔

قال اللہ تعالیٰ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا[2]۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے قریب ہے کہ رحمان ان کے لئے محبت کردے گا (دلوں میں انکی حب ڈال دے گا)

نسأل اللہ حسن التوفیق (ہم اللہ تعالیٰ سے حسنِ توفیق مانگتے ہیں۔ ت) واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مرسلہ حامد علی طالب علم مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نصیر الدین طوسی ملوم و مذموم کو بلفظ مولی الاعظم اور قدوۃ العلماء الراسخین اور نصیر الملۃ والدین قدس اللہ تعالیٰ نفسہ و روح رمسہ (بڑا مولی، پختہ علماء کے پیشوا، دین اور ملت کے مددگار، اللہ تعالیٰ ان کے نفس کو پاک کرے اور انکی ہڈیوں کو آرام پہنچائے۔ ت) سے تعبیر کرے تو ایسے کو فاسق یا کافر جاننے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوا یا

---

[1] القرآن الکریم ۶۵/ ۲

[2] " " ۱۹/ ۹۶

نہیں، اگر نہ ہُوا تو فاسق بھی ہُوا یا نہیں؟ امید کہ دلیل عقلی و نقلی سے اس کا اثبات فرمایا جائے۔

الجواب

طوسی کا رفض حدِ کفر نہ تھا بلکہ اس نے حتی الامکان اپنے اگلوں کے کفر کی تاویلات کیں اور زبن زری تو منکر ہوگیا اُس کی ایسی توجیہ گناہ ضرور ہے اور منطقی فلسفی شراح و محشیین معصوم نہیں جہاں جہاں اس نے خلافِ اہلسنت کیا ہے اُس کا رَد کر دیا گیا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۵ ‏۲۲ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

الجواب

یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں، شریعتِ مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، شرعًا گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو ہمسائے بُرے ہوں۔ گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو، بدلگام، بدرکاب ہو۔ عورت کی نحوست یہ کہ بدزبان ہو، بدرویہ ہو۔ باقی وہ خیال کہ عورت کے پہرے سے یہ ہوا، فلاں کے پہرے سے یہ۔ یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۶ از جاورہ مرسلہ مصاحب علی صاحب امام مسجد چھیپیان ‏۲۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص تعزیہ ثواب و عبادت جان کر خود بنائے یا اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھ کر تعظیمًا کھڑا ہو جائے اور اُس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیے کے ساتھ ننگے پیر تعظیمًا چلے اور مرثیہ بھی پڑھوا تا جائے، شاہ مولٰینا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوٰی کی جلد اول میں لکھا ہے کہ جو بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے[1] اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث لائے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

"بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہُوئے آٹے سے بال صاف[2]۔"

تو شاہ صاحب کے قول "خارج اسلام ہے" سے کیا مطلب ہے، یعنی ایسا شخص کافر و مرتد ہے یا گمراہ

---

[1] فتاوٰی عزیزیہ رسالہ بیع کنیزان مطبع مجتبائی دہلی (فوٹوسٹیٹ) ۱/۱۰۴

[2] سنن ابن ماجہ مقدمہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶

و رافضی ہے، بہر نوع ایسے شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حرام یا حلال ؟ ایسے شخص کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں ؟ جو لوگ ایسے تعزیہ پرست کے مرید ہوں اُن کا کیا حکم ہے ؟ ایسے تعزیہ پرست اور بُت پرست میں کیا فرق ہے ؟ ایسے تعزیہ پرست پر لعنت آتی ہے یا نہیں ؟ کیا بزرگانِ چشت سے کسی بزرگ نے تعزیہ بنایا یا بنوایا یا تعظیم دی ہے ؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر و ثواب پاؤ ۔ ت)

الجواب

تعزیہ ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں کہ نماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بُت پرستوں میں شمار ہو۔ افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں ۔ یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے اپنے امثال کی طرح اسلام کامل سے مأول یا بدعتِ مکفرہ پر محمول، ورنہ ہر بدعت سیئہ کفر ہو جبکہ اُس کا صاحب استحسان کرے، اور یہی غالب ہے ۔ اور بدعت عقیدہ تو مطلقاً کفر ہو جانا لازم کہ اُس کی تعریف ہی یہ ہے کہ :

ماأحدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما کما فی البحر الرائق۔[1]

جو حق حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے (بطور یقین) ہمیں موصول ہوا اس کے خلاف کوئی نیا عقیدہ ایجاد کرکے اس کو ٹھیک اور سیدھا دین قرار دینا جیسا کہ بحر الرائق میں مذکور ہے (بدعت اعتقاد کرے) ۔ (ت)

حالانکہ باجماعِ اُمت بعض بدمذہبیاں کُفر نہیں۔ فتاوٰی خلاصہ و فتح القدیر و عالمگیریہ وغیرہا میں ہے :

الرافض ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔[2]

اگر رافضی (کٹر شیعہ) جناب علی کو دوسرے خلفاء پر فضیلت دے تو وُہ بدعتی ہے لیکن اگر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا انکار کرے تو پھر وُہ کافر ہے ۔ (ت)

خلاصہ وغیرہ میں ہے :

اذا قال ان للّٰہ یدا ورجلا کما

جب یہ کہے کہ بندوں کی طرح اللہ تعالٰی کے ہاتھ،

---

[1] بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۴۹

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر باب احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۴

خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۴۹

للعباد فھو کافر وان قال جسم لا کا جسام فھو مبتدع[1]

پاؤں ہیں، تو وُہ کافر ہے۔ اور اگر کہے کہ اللہ تعالٰی کا جسم ہے لیکن دوسرے اجسام کی طرح نہیں تو وُہ بدعتی ہے۔ (ت)

نیز اُسی میں ہے :

وجملۃ ان من کان اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا یجوز الصلٰوۃ خلفہ ویکرہ[2]

خلاصہ کلام اگر ہماری طرح اہل قبلہ ہیں، اور اپنی خواہش پرستی میں حد سے بڑھے ہوئے درجہ غلو میں نہیں یہاں تک کہ اُن کے کافر ہونے کا فیصلہ نہیں کیا گیا تو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ (ت)

ہزارہا مسائل متواترہ اسی تفصیل پر دال ہیں تو حکم مطلق کیسے صحیح ہوسکتا ہے ہاں افعال مذکورہ سوال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ شرائط پیر سے اس کا سنّی العقیدہ غیر فاسق معلن ہونا ہے اور لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اُس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اُس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ والعیاذ باللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از مانیا والہ ڈاک خانہ قاسم پور گڑھی ضلع بجنور مرسلہ سید کفایت علی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی قصبہ دیوبند مدرسہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے یہاں سے سندیافتہ ہو ویسے ہی عقائد ہیں حقہ، سگریٹ و پان نماز خورد ونوش میں شرکت یہ سب باتیں چاہئیں یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

دیوبندیوں کے عقائد والے مرتد ہیں ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا میل جول سب حرام ہے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از گونڈل کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فریمیسن کیا ہے اور اس میں داخل ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

فریمیسن سحر ہے اور جہاں تک اس کی نسبت معلوم ہوا وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان کے سلب کے لئے رکھا گیا ہے فلہذا اُس میں صرف مسلمان یا کتابی کو لیتے ہیں، معاذ اللہ جو اس کے اثر کا

---

[1] و [2] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۴۹

معمول ہوجاتا ہے بظاہر اپنے دین پر جو پہلے تھا زیادہ مستقیم ہوجاتا ہے اور باطن میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محض انکار نقیض لہ شیطٰنا فھو لہ قرین[1] (لہذا ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ اس کا ہم نشین ہوجاتا ہے (اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے)۔ ت) کا کھلا مصداق ہوجاتا ہے۔ ایک شیطان علانیہ اس کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور اس سے باتیں کرتا ہے اور وہ اسے یہ راز ظاہر کرنے سے ہر وقت مانع رہتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ فرمیسن اگر شہر کے ایک کنارے سے گزرے تو دوسرے کو جو شہر کے دوسرے کنارے پر ہے اطلاع ہوجاتی ہے، ایک کا شیطان دوسرے کے شیطان کو اطلاع کر دیتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۹ ازموضع ہری پورہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان کافر کو نفع پہنچائے اور مسلمانوں کو ضرر، اور مسلمانوں کو بُرا کہے اور کافروں کو اچھا سمجھے اور ان کی طرفداری کرے اور مسلمانوں کی نہیں۔ کیا حکم ہے اس شخص پر، دائرۂ اسلام میں ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

تفصیل واقعہ کی لکھی جائے اجمالی لفظ ہزاروں طرح ہوتے ہیں اور تفصیل معلوم کی جائے تو کچھ سے کچھ نکلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۱۰ ازمرادآباد حسن پور مرسلہ عبدالرحمٰن مدرس ۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کواکبِ فلکی کے اثراتِ سعد ونحس پر عقیدت رکھنا کیسا ہے، اور تعویذات میں عامل کو اُن کی رعایت کہاں تک درست ہے؟

الجواب

مسلمان مطیع پر کوئی چیز نحس نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سعد نہیں، اور مسلمان عاصی کے لئے اس کا اسلام سعد ہے، طاعت بشرط قبول سعد ہے، معصیت بجائے خود نحس ہے اگر رحمت وشفاعت اس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کر دیں اولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات[2] (یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالٰی ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے۔ ت) بلکہ کبھی گناہ

---

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۳۶

[2] ؍؍ ۲۵/ ۷۰

یوں سعادت ہوجاتا ہے کہ بندہ اُس پر خائف و ترساں و تائب و کوشاں رہتا ہے وہ دُھل گیا اور بہت سی حسنات مل گئیں، باقی کواکب میں کوئی سعادت و نحوست نہیں اگر اُن کو خود مؤثر جانے مشرک ہے اور اُن سے مدد مانگے تو حرام ہے ورنہ اُن کی رعایت ضرور خلافِ توکل ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے:

آنچہ اہلِ عزائم و تکسیری کنند مثل تبخیر و تلوین و حفظ ساعات نیز مکروہ و حرام است نزد اہل دیانت و تقوٰی کذا قال العلماء[1]

جو کچھ اہلِ عزائم اور اصحاب تکسیر کرتے ہیں جیسے تبخیر (یعنی وقت کے ستاروں کی رعایت کرکے خاص بخورات کا استعمال کرنا) اور تلوین (یعنی مصلّے وغیرہ کو ستاروں کے خصوصی رنگوں کی طرح رنگین کرنا) اور ان کی ساعات کی حفاظت کرنا پس یہ بھی اہلِ دیانت اور احبابِ تقوٰی کے نزدیک مکروہ اور حرام ہے۔ (چنانچہ) علمائے کرام نے اسی طرح فرمایا ہے۔ (ت)

تبخیر سے مراد حسبِ رعایت کواکب وقت اس کے بخورات خاصہ کا استعمال، ورنہ تعظیمِ ذکر و تلاوت کے لئے عود و لوبان سلگانا مستحب ہے، اور تلوین سے مراد مصلّے وغیرہ کو الوانِ خاصہ کواکب سے رنگین کرنا، اور فقیر نے اس کے حاشیہ پر لکھا:

یعنی چونکہ مقصود استعانت بکواکب باشد حرام ست کہ استعانت بانچہ استقلال او بزعم مشرکان راسخ شدہ است روا نبود ورنہ مکروہ و ترک اولٰی ست کہ از اعمال اہلِ توکل نیست و مشابہتے دارد با فعال آنان و ظاہر ست کہ اگر استعانت بکواکب نباشد و اہل تجربہ صلحا بتجربہ دانستہ باشند کہ مراعات ایں امور ہمچو مراعات اوزان و تخصیصات کثیرہ در ادویہ مقصود و بقضاء اللہ تعالٰی مے افتد دریں حال باکے نیست خود اشد ہم فی امر اللہ عزوجل امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہنگام استسقاء بمراعات منزل قمر

چونکہ اصل مقصود ستاروں سے طلبِ امداد ہے اس لئے حرام ہے۔ اس لئے کہ اُن اشیائے سے مدد لینا جائز نہیں کہ جن کا استقلال مشرکین کے خیال میں پختہ ہوگیا ہے، ورنہ مکروہ اور ترک اولٰی ہے (یعنی بہتر کام نہ کرنا) اس لئے کہ یہ اربابِ توکل کے اعمال میں سے نہیں بلکہ اُن دوسرے لوگوں کے افعال سے مشابہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے بشرطیکہ طلبِ امداد ستاروں سے نہ ہو اور صالح اہلِ تجربہ اپنے تجربہ سے جانتے ہیں کہ ان امور کی رعایت کرنا بالکل اُسی طرح ہے جس طرح اوزان اور بے شمار تخصیصات کی رعایت کرنا

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الطب والرقی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۳/ ۵۹۰

امر فرمودہ ہمیں بر محمول باشد آنچہ شاہ محمد غوث گوالیاری وحضرت شیخ محمد شناوی وغیرہما اجلہ اکابر قدست اسرارہم کردہ اند ودر کتب نفیسہ خود ہا پچوں جواہر وشروح آن باو تصریح فرمودہ فلیکن التوفیق و باللہ التوفیق۔[1]

دواؤں میں، مناسب مقصود۔ اور وہ اللہ تعالٰی کے فیصلہ کے مطابق واقع ہو (اور ان کا ظہور ہو) پس اس صورت میں کچھ ڈر نہیں (کیا غور نہیں کرتے) کہ خود وہ بزرگ ہستی جو اللہ تعالٰی غالب اور جلیل القدر کے معاملات میں بہت سخت گیر تھے یعنی مومنوں کے امیر حضرت عمر، سب سے بڑے فرق کرنیوالے (یعنی حق وباطل میں معیار اور کسوٹی) اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو، نے طلب باراں کی دعا مانگتے وقت منزل قمر کی رعایت کرنے کا حکم فرمایا۔ اور اسی پر وہ سب باتیں قیاس شدہ ہیں جو شاہ محمد غوث گوالیاری اور حضرت شیخ محمد شناوی اور ان کے علاوہ دوسرے جلیل القدر اکابرین نے (ان کے اسرار ورموز پاک کر دیے جائیں) اپنی انی عمدہ کتابوں میں ذکر فرمائیں، جیسا کہ جواہر خمسہ اور اس کی شروح میں اُن کی صراحت فرمائی۔ لہذا توفیق ہونی چاہیے، اور حصول توفیق اللہ تعالٰی کے فضل وکرم ہی سے ہوسکتی ہے۔ (ت)

مسئلہ ازشہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ کلن خاں ۴ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے پالے کی بازی بدی، پھر ایک شخص کے بہکانے سے منکر ہوگیا۔ جب پالے والے مُصر ہوئے اور کھیل پر مجبور کیا تو اس معصیت کے بچانے کی غرض سے دو۲ شخصوں نے جھوٹ کہہ دیا کہ اس نے بازی نہیں بدی تھی، پس بازی والوں نے ان دو۲ شخصوں سے طعناً پوچھا کیا تمھارے یہاں فقیری میں جھوٹ بولنا اور حرام کھانا جائز ہے؟ ان شخصوں نے جواب دیا: ہاں اس میں جائز ہے۔ اور نیت جانب خیر سے یہ الفاظ کہے، پس اس صورت میں ان پر کیا معصیت ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

سوال میں حرام کھانا بھی تھا اور حرام کھانا کبھی جائز نہیں ہوتا جس وقت جائز ہوتا ہے اُس وقت وہ حرام نہیں رہتا اگر "ہاں جائز ہے" کہنے میں حرام کھانا بھی اس نے مراد لیا تو البتہ سخت لفظ کہا توبہ لازم ہے بلکہ تجدید اسلام چاہیے، اور اگر صرف جھوٹ بولنے کی نسبت کہا کہ ایسی صورت میں جہاں حرام سے بچنا ہوتا ہو، خلاف واقع بات کہنا جائز ہے تو حرج نہیں، اگرچہ اس میں بھی تفصیل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] حاشیہ امام احمد رضا خاں علی اشعۃ اللمعات

مسئلہ ۸۵۲ تا ۸۵۶ از محلہ کچی باغ مسئولہ خلیل الرحمٰن بنارسی ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

معدن عالم صوری و مخزن اسرارِ معنوی جناب حضرت مولانا حافظ مفتی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہٗ
بعد ہدیۂ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بکمال ادب ملتجی ہوں براہِ کرم اپنے اوقاتِ گرانمایہ سے چند منٹ حرج فرماکر جوابِ سوالاتِ مرسلہ مزین فرماکر بصیغۂ بیرنگ پتۂ ذیل سے مرحمت فرماکر مجھ مترصد کو شاد فرمائیے۔ ان مسائل کی یہاں سخت ضرورت ہے۔ ہم سب اعلٰیحضرت دام فیضہٗ کے معتقدین سے ہیں لہذا ہم سب بجد انتظار کرتے رہیں گے۔ اگر جلد جواب سے مزین فرماکر مرحمت فرمایا جائے تو عنایت لطف وکرم ہے۔ اس سے پیشتر حقیر نے اعلٰیحضرت کے دارالافتاء سے ڈھائی سو نسخے رسالہ "انفس الفکر" منگواکر مسلمانوں کو تقسیم کیا جس سے بہ نسبت سال گزشتہ وسال پیوستہ کے امسال باوجود کوشش بلیغ دشمنانِ دین کے قربانی گاؤ بکثرت المضاعف ہوئیں، الحمدللہ حضور کا فیض ایسا ہی ہے، زیادہ بجز تمنائے حصولِ زیارت اور کیا عرض کروں فقط۔
آپ کا خادم عاصی خلیل الرحمٰن عفی عنہ بنارسی از محلہ کچی باغ مورخہ ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ ہجری

(۱) یہ کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں عرصہ چھبیس سال سے خزانہ گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپے مقرر ہے جس یہ درسگاہ جس میں کتب فقہ واحادیث وقرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہے اس میں ممبران خلافت کمیٹی نے جو تجویز پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ سے امداد نہ لینا چاہئے، پس استفسار ہے کہ یہ امداد جو گورنمنٹ سے عرصہ چھبیس سال سے برابر ملتی ہے اب لینا جائز ہے یا نہیں، مدرسہ ہذا میں سوائے تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی نہیں ہوتی۔

(۲) یہ کہ زید جو اس درسگاہ دینی کا منتظم وخادم ہے بسبب حسنِ انتظام گورنمنٹ نے خطاب دیا ہے اور یہ خطاب بھی عرصہ دس سال سے ملا ہے ممبران خلافت کمیٹی نے یہ بھی پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ کو خطاب واپس کردینا چاہئے پس ایسی حالت میں کہ جس خدمت انتظام درسگاہ تعلیم علوم دین کے صلہ میں خطاب ملا ہے اندیشہ ہے کہ واپس کرنے میں یہ امداد بھی نہ ملے ایسی حالت میں خطاب کا واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) یہ کہ زید جلسہ خلافت کمیٹی میں اس سبب سے شرکت نہیں کرتا کہ اس میں اہل ہنود جن کو اس وقت ممبران خلافت کمیٹی اپنا بھائی کہتے ہیں اور ان سے اس قدر ارتباط بڑھا رکھا ہے کہ تلک مہاراج کے مرنے کے غم میں بروز دسواں جامع مسجد میں ننگے سر ننگے پیر جمع ہوکر تلک مہاراج کے لئے دعا اور فاتحہ اور نماز کا ان کی مغفرت کے لئے اشتہار شائع کیا اور قربانی گاؤ کو بلحاظ اہلِ ہنود منع کرتے ہیں اور بکری قربانی کرنا افضل وفعلِ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتلاتے ہیں اور نقصان اور عدمِ جواز قربانی گاؤ میں رسالے چھاپتے ہیں اور جلسہ خلافت کمیٹی میں کل دشمنانِ دینِ محمدی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسپیچ وتقریر کراتے ہیں جو اپنی کتاب الجرح علی ابی حنیفہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سگ و زندیق و بے علم و

صدہا باتیں ناشائستہ ناگفتہ بہ لکھا ہے ، اگر ایسے شخصوں کی تقریر نہ سننے کی غرض سے اور کفار کی اعانت وشرکت نہ کرنے کی غرض سے اگر زید ایسے جلسوں میں نہ شریک ہو تو کیا بوجہ ان امور متذکرہ بالا کے زید قابلِ ملامت و ناقابلِ امامت ہے ، کیونکہ جو لوگ کہ ان وجوہ سے شرکت نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز بتلاتے ہیں ، ان لوگوں نے اس قدر ارتباط ان کفاروں سے بڑھا رکھا ہے کہ جس وقت اُن میں کا کوئی مقرر و نامور کسی شہر میں جاتا ہے تو اہلِ اسلام ان کفاروں کی گاڑیاں بدستِ خود کھینچ لاتے ہیں ، ان کفاروں نے اس قدر تعصب اپنے مذہب میں بڑھا رکھا ہے کہ یہاں بعض مسجد میں اذان نہیں کہنے دیتے ۔ بعض مسجد کے فرش پر جو اُن کی پرستش کے درخت کی ڈالیں لٹکی ہوئی ہیں جس سے حوض وہ دردہ کا پانی پتیوں کے گرنے اور سڑنے سے متغیر و متعفن ہو جاتا ہے اس درخت کی ڈال کو تعصبِ مذہبی سے نہیں کاٹتے ۔ بعض مسجد پر صحنِ مسجد میں جو اُن کا بُت پرستش کا نصب ہے اس کی پرستش کے لئے فرشِ مسجد پر سے جو سجدہ گاہِ مسلمانان ہے بپائے نجس مرور کرتے ہیں ، مگر افسوس کہ مسلمانان اہلِ ہنود کو اپنا بھائی بناتے ہیں اور ان کی خاطرداری سے گاؤ کی قربانی بند کرنے میں بہر نوع کوشش تمام کرتے ہیں اپنے مساجد کی بے حرمتی و نقصان اور اذان بند ہونے کا جو بعض مسجد پر بند کر رکھا ہے کچھ صدمہ و خیال نہیں ہوتا ، آیا ایسے دشمنوں کے جلسے میں نہ شرکت ہونے سے کیا آدمی گنہگار ہوتا ہے قابلِ امامت نہیں رہتا ۔

(۴) یہ کہ زید جو پنجگانہ و بروز جمعہ و خطبہ ثانیہ بروز جمعہ و خطبہ عیدین وغیرہا میں بیشتر مسلمانان کی جماعت کثیر میں بہ اعلان تمام دعاء و ترقی جاہ و جلال و قیام سلطنت سلطان اعظم والی سلطنت روم و بلادِ مغرب کے لئے محافظتِ مقاماتِ مقدسہ حرمین شریفین کے لئے دُعا کرتا ہے اور خطبہ نباتہ جس کے خطبہ ثانیہ میں سلطان المعظم کے لئے خلد اللہ ملکہ کے لئے دُعا در از طبع ہے پڑھتا ہے سامعین آمین کہتے ہیں ، آیا اس طریق پر دعا کرنا سلطان المعظم کے لئے جائز ہے یا جلسۂ کفار اور غیر مقلدین میں شریک ہو کر دشنام دہی کرنا اور اظہارِ وفاداری سلطان المعظم کیلئے کرنا جائز ہے ، زید پر بجد حملہ اس امر کا ہے کہ تو کیوں نہیں ایسے جلسوں میں شریک ہوتا ، اس لئے طرح طرح کی بندشیں عدم جوازِ امامت و واپسی خطاب وغیرہ کے لئے حملہ کرتا ہے ۔ پس آیا اس صورت سے دعا کرنا بعد نماز و درمیان خطبہ جائز ہے یا اس جلسہ مخالفین میں ؟ بیّنوا بالکتاب و توجروا بالصواب (کتاب کے حوالہ سے (مسئلہ کو) بیان فرماؤ اور راہِ صواب یعنی راہِ راست کا اجر پاؤ ۔ ت) فقط ۔

الجواب

(۱) جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بنا پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ، تعلیمِ دینیات کو جو مدد پہنچی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۲) خطاب واپس کرنا نہ کرنا کوئی مسئلہ شرعی نہیں، اور اگر یہ اندیشہ صحیح ہے کہ واپسی خطاب میں امداد بھی بند ہوجائے گی تو واپس کرنا حماقت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳) اگر یہ امور واقعی ہیں تو ایسے جلسوں کی شرکت حرام ہے اور جو اُن میں شریک ہو قابلِ ملامت اور ناقابلِ امامت ہے، نہ وہ کہ احتراز کرے۔ دشمنانِ دین سے احتراز فرض ہے، اور فرض کا ترک موجبِ ملامت اور مانعِ امامت ہے نہ کہ اس کا بجالانا، اور کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفرِ خالص وتکذیبِ قرآنِ عظیم ہے کما فی العلمگیریۃ وغیرھا (جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاووں میں مسئلہ مذکور ہے۔ت) اور اُن کے خار وبوار کے لئے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سر ننگا کیا اور اُس پر ظلمِ شدید یہ کہ عبادت گاہ واحد قہار کو مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اُس کے لئے نماز کا اشتہار پورا پورا موجب لعنتِ جبّار قہار ہے۔

قال اللہ تعالٰی ولا تصل علٰی احد منھم مات ابدًا ولا تقم علٰی قبرہ[1]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر اُن میں سے کوئی مرجائے تو اس پر نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔(ت)

بلاشبہہ یہ اشتہار دینے اور اس پر عمل کرنے والے سب قطعی مرتد ہیں وہ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے قاتلھم اللہ انّٰی یؤفکون[2] (اللہ تعالٰی انھیں مارے وہ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) اور قربانیِ گاؤ شعارِ اسلام ہے،

قال اللہ تعالٰی والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[3]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہم نے بُدنہ (قربانی کا جانور) کو تمھارے لئے اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے کیا ہے۔(ت)

اور ہندوستان میں اُس کا جاری رکھنا واجب ہے کما حققناہ فی انفس الفکر فی قربان البقر (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق (اپنے ایک رسالہ بنام) انفس الفکر فی قربان البقر (بہت عمدہ سوچ گائیوں کی قربانی کرنے میں) میں کردی۔ت) اور خوشنودیِ ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

[2] " ۹/ ۳۰

[3] " ۲۲/ ۳۶

قال اللہ تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[1]۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو (اور مائل ہو) ورنہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ (ت)

ناپاکوں کا فروں مرتدوں کو واعظ مسلمین بنانے والے اسلام کو ڈھاتے ہیں اور کفرولعنتِ الٰہی کی نیو چُنواتے ہیں، حدیث تو بدمذہب کی توقیر پر فرماتی ہے:

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام[2]۔ جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دینِ اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی۔ (ت)

نہ کہ کفار و زنادقہ مثل وہابیہ وغیر مقلدین و دیوبندیہ وغیرہم کو واعظِ مسلمین و پیشوائے دین بنانا کہ صراحۃً اسلام کو کُند چھُری سے ذبح کرنا ہے، افسوس کہ گائے کی قربانی بند اور ذبح اسلام کے نعرے بلند، مگر اسلام گائے سے بھی گیا گزرا، عزت وجبروت ہے اُس کے لئے جس نے اُن کے دل اُلٹ دئے اور آنکھیں پلٹ دیں کہ اُن کو اسلام کفر سُوجھتا ہے اور کفر اسلام،

فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ پاک اور منزّہ ہے دلوں اور آنکھوں کا پھیرنے والا۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دیجئے اس کے بعد کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کر دیجئے، یقیناً تُو بلا معاوضہ بہت زیادہ بخشش اور عطا فرمانیوالا ہے (ت)

کفار اور مشرکین سے اتحاد و وداد حرام قطعی ہے، قرآن عظیم کے نصوص اُس کی تحریم سے گونج رہے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو اتنا کافی ہے کہ،

من یتولھم منکم فانہ منھم[3]۔ واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وُہ بیشک انھیں میں سے ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد اور وہ بھی "بیشک" کے ساتھ، آخر اُس کے نتائج ظاہر ہیں کہ کفار سے اتحاد و وداد منانے والے موافق ارشادِ الٰہی بیشک منھم (اُنھی میں سے) ہوگئے، کیا آج تک کبھی ہوا تھا

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[2] کنزالعمال حدیث ۱۱۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۹

[3] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

کہ مشرک کے ماتم میں مسلمان سر برہنہ ہوئے ہوں، مسلمانوں نے مسجد کو اُس کی ماتم گاہ بنایا ہو، مسلمانوں نے اُس کے لئے دعا و نماز کا اشتہار دیا ہو، مسلمان مشرکوں کی گاڑی کے بیل بنے ہوں، اور یہ ہونا ہی تھا کہ جب اسلام چھوڑا انسانیت خود گئی، اب جو چاہے بیل بنے جو چاہے گدھا کہ اللہ عزوجل فرما چکا،

اولٰئک کالانعام بل ھم اضل[1] وہی لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ بھٹکے ہوئے۔ (ت)

بلکہ فرمایا:

اولٰئک ھم شر البریۃ[2] وہی لوگ بدترین مخلوق ہیں (ت)

کافر تو کافر فاسق کی تعریف پر حدیث میں فرمایا:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلک العرش[3] جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے۔

نہ کہ مشرک کی تعظیم اور وُہ بھی اس درجہ عظیم،

فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور[4] (لوگو!) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں مستور ہیں۔ (ت)

سائل بیچارہ اس کا شاکی ہے کہ ہندوؤں نے اذان بندکی اور یہ کیا اور یہ کیا اور ان مسلمان کہلانے والوں نے اس کے برعکس یہ کچھ کیا' یہ شکایت محض بے جا و نادانی ہے ہندو اپنے دین باطل پر قائم ہیں وُہ کیوں چھوڑیں' دین تو انھوں نے چھوڑا ہے، ہر جھوٹ انھیں کی طرف سے چاہئے ایسے لوگوں کے جلسوں میں شرکت ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴) جلسہ مخالفین کا حکم اُوپر گزرا اور سلاطین اسلام و ممالک اسلام و اماکن مقدسہ اسلام کے لئے دُعا خطبہ جمعہ و خطبہ عیدین میں اور ہر نماز کے بعد مستحب و مندوب ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۹

[2] " " ۹۸/ ۶

[3] کشف الخفاء حدیث ۲۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۸۷

[4] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶